فیضانِ مدنی مذاکرہ (قسط:28)

حافظہ کمزور ہونے کی وجوہات

(مع دیگر دلچسپ سوال جواب)

یہ رسالہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مدنی مذاکرہ نمبر 18 کے مواد سمیت المدینۃ العلمیہ کے شعبے فیضانِ مدنی مذاکرہ نے نئی ترتیب اور کثیر نئے مواد کے ساتھ تیار کیا ہے۔

پیشکش:
مجلس المدینۃ العلمیہ
(دعوتِ اسلامی)

پہلے اِسے پڑھ لیجیے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے بانی، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے مخصوص انداز میں سنّتوں بھرے بیانات، عِلْم و حکمت سے معمور مَدَنی مذاکرات اور اپنے تربیت یافتہ مبلغین کے ذَریعے تھوڑے ہی عرصے میں لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں مدنی انقلاب برپا کر دیا ہے، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی صحبت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کثیر اسلامی بھائی وقتاً فوقتاً مختلف مقامات پر ہونے والے مَدَنی مذاکرات میں مختلف قسم کے موضوعات مثلاً عقائد و اعمال، فضائل و مناقب، شریعت و طریقت، تاریخ و سیرت، سائنس و طِبّ، اخلاقیات و اِسلامی معلومات، روزمرہ معاملات اور دیگر بہت سے موضوعات سے متعلق سُوالات کرتے ہیں اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ انہیں حکمت آموز اور عشقِ رسول میں ڈوبے ہوئے جوابات سے نوازتے ہیں۔

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ان عطا کردہ دلچسپ اور علم و حکمت سے لبریز مَدَنی پھولوں کی خوشبوؤں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو مہکانے کے مقدّس جذبے کے تحت المدینۃ العلمیۃ کا شعبہ **"فیضانِ مدنی مذاکرہ"** ان مَدَنی مذاکرات کو کافی ترامیم و اضافوں کے ساتھ **"فیضانِ مدنی مذاکرہ"** کے نام سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان تحریری گلدستوں کا مطالعہ کرنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عقائد و اعمال اور ظاہر و باطن کی اصلاح، محبتِ الٰہی و عشقِ رسول کی لازوال دولت کے ساتھ ساتھ مزید حصولِ علمِ دین کا جذبہ بھی بیدار ہو گا۔

اِس رسالے میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً ربِّ رحیم عَزَّوَجَلَّ اور اس کے محبوبِ کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عطاؤں، اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی عنایتوں اور امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شفقتوں اور پُرخُلوص دعاؤں کا نتیجہ ہیں اور خامیاں ہوں تو اس میں ہماری غیر ارادی کوتاہی کا دخل ہے۔

مجلس المدینۃ العلمیۃ
(شعبہ فیضانِ مَدَنی مُذاکرہ)

۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ / 12 اکتوبر 2017ء

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حافِظہ کمزور ہونے کی وُجُوہات

(مَع دِیگر دِلچسپ سُوال جواب)

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رسالہ (۳۶ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے

اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ روح پَرور ہے: تم اپنی مجالس کو مجھ پر دُرُود شریف پڑھ کر آراستہ کرو کہ تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لیے نُور ہو گا۔(1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حافِظہ کمزور ہونے کی وُجُوہات

سُوال: حافِظہ کمزور ہونے کی وُجُوہات بیان فرما دیجیے۔

جواب: حافِظہ کمزور ہونے کی بہت سی وُجُوہات ہیں جن میں سے ایک بڑی وجہ گناہ بھی ہیں۔ مشہور مقولہ ہے "اَلنِّسْیَانُ مِنَ الْعِصْیَانِ یعنی بھول گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔" حافِظہ مضبوط ہونا یہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل ہے جو گنہگار کو حاصل نہیں ہوتا

1 ...... فردوسُ الاخبار، باب الزای، ۱/ ۴۲۲، حدیث: ۳۱۴۹ دار الفکر بیروت

www.dawateislami.net

جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ

فَاَرْشَدَنِيْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ

فَاِنَّ الْحِفْظَ فَضْلٌ مِنْ اِلٰهِيْ

وَفَضْلُ اللهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصِيْ (1)

یعنی میں نے اپنے اُستاد حضرتِ سَیِّدُنا وَکیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّمِیْع کو حافِظہ کمزور ہونے کی شِکایت کی تو اُنہوں نے مجھے گناہوں سے بچنے کی ہدایت کی۔ بے شک قوتِ حافظہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل (یعنی قوتِ حافِظہ) گناہگار کو عطا نہیں کیا جاتا۔

فِلمیں ڈرامے دیکھنے، بد نگاہی و اَمرد بِینی کرنے، اپنے یا کسی اور کے کُھلے ستر کو دیکھنے سے بھی حافِظہ کمزور ہوتا ہے۔ اسی طرح کھٹی اَشیا کھانے سے بھی پرہیز کیجیے کہ اِن سے بَلْغَم پیدا ہوتا ہے اور بَلْغَم سے حافِظہ کمزور ہوتا ہے۔

بغیر دیکھے بیان کرنا

سُوال: بعض مَدَنی اسلامی بھائی بغیر دیکھے بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھ کر بیان کرنے سے لوگ ہمیں جاہِل سمجھیں گے تو ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: عُلَما زبانی بیان کریں جب تو حَرَج نہیں، اَلبتہ غیر عالِم کو چاہیے کہ وہ زَبانی بیان نہ

مدینہ

1 ...... تعلیم المتعلم طریق التعلم، ص۱۱۸ باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

کرے بلکہ عُلَمائے اہلِ سنّت اور دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی اِصلاحی کُتُب سے حَسبِ ضَرورت فوٹو کاپیاں کروا کر اُن کے تَراشے اپنی ڈائری میں چسپاں کر لے اور اس میں سے پڑھ کر سُنائے۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جاہِل اُردو خواں اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالِم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اِس میں حَرَج نہیں۔[1]

بہر حال بیان کرنے کا مُحتاط طریقہ یہ ہے کہ دیکھ کر بیان کیا جائے تاکہ کسی قسم کی کوئی غَلَطی نہ ہو۔ رہی بات یہ کہ "دیکھ کر بیان کرنے سے لوگ ہمیں جاہِل سمجھیں گے" یہ شیطان کا وَسْوَسہ اور نفس کی چال ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہیں خود کو عالِم کہلوانے اور اپنی عِلمیت کا لوہا منوانے کا شوق ہے۔ اگر بیان کرنے سے مقصود رِضائے الٰہی کا حُصُول اور دِین کی تبلیغ کرنا ہے تو یہ دیکھ کر بیان کرنے سے بھی حاصِل ہو سکتا ہے۔ بعض اسلامی بھائیوں کے پاس ڈائری تو ہوتی ہے لیکن دَورانِ بیان ڈائری بند کر کے آیاتِ کریمہ اور اَحادیثِ مُبارَکہ کی اپنی طرف سے ایسی تفسیر اور شَرح بیان کرتے ہیں گویا کہ ان جیسا کوئی مُفَسِّر اور مُحدِّث ہی نہیں۔ بعض تو ایسی ایسی غَلَطیاں کر ڈالتے ہیں کہ ان کا ایمان ہی خَطرے میں پڑ جاتا ہے۔

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۴۰۹ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیا لاہور

www.dawateislami.net

یاد رکھیے! اپنی طرف سے کسی آیتِ کریمہ کی تفسیر بیان کرنا تفسیر بِالرَّائے[1] ہے اور یہ حرام ہے، حدیثِ پاک میں ہے: جس نے بِغیر عِلم قُرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنائے۔[2] اپنی رائے سے بیان کردہ قُرآن کی تفسیر اگرچہ دُرُست ہو تب بھی اس کی اِجازت نہیں چُنانچہ سُلطانِ اِنس وجان، سَرْورِ ذِیشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس نے قُرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اگرچہ کہا ہوا دُرُست بھی ہو پھر بھی اس نے خَطا کی۔[3] اسی طرح اَحادیثِ مُبارَکہ کی بھی اپنی طرف سے شَرح بیان کرنے سے اِجْتِناب کرنا لازِم ہے۔

(**شیخِ طریقت**، اَمیرِ اہلسنَّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:) میرا مَدَنی مشورہ یہی ہے کہ دیکھ کر بیان کیا جائے۔ مکتبۃُ المدینہ کی اِصلاحی کُتُب میں جو کچھ لکھا ہے حسبِ ضَرورت اس کی فوٹو کاپیاں کروا کر اپنی ڈائری میں چَسپاں کر لیجیے اور اُسے دیکھ کر مِن وعَن (word to word) بیان کرنے کی ترکیب بنائیے۔

---

1 ...... تفسیر بِالرَّائے کرنے والا وہ کہلاتا ہے جس نے قرآن کی تفسیر عقل اور قیاس (اندازہ) سے کی، جس کی نقلی (یعنی شرعی) دَلیل وسند نہ ہو۔ (پردے کے بارے میں سُوال جواب، ص ۲۵۲ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

2 ...... ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ما جاء فی الذی یفسر القرآن... الخ، ۴/۴۳۹، حدیث: ۲۹۵۹ دار الفکر بیروت

3 ...... کنز العمّال، کتاب الأذکار، الجزء: ۲، ۱/۹، حدیث: ۲۹۵۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت

www.dawateislami.net

دیکھ کر بیان کرنے میں فَوائد بھی بہت اور ثواب بھی زیادہ ہے مثلاً قرآنی آیات، اَحادیثِ مُبارَکہ اور اَقوالِ بُزرگانِ دِین کو دیکھنا، چُھونا اور پڑھنا باعثِ بَرَکت ہے۔ دیکھ کر بیان کرنے کی بَرَکت سے تَرجَمۂ کنزالایمان بھی پڑھ سکیں گے، زبانی ترجمہ رَٹنا مشکل ہوتا ہے۔ آج کل حافظے مضبوط ہیں نہ ہاضمے لہٰذا حافظے پر اِعتماد کرنے کے بجائے دیکھ کر بیان کیجیے جس کو سُننا ہوگا وہ سُنے گا اور جسے نہیں سُننا وہ اگر آپ زبانی بیان کریں گے تب بھی نہیں سُنے گا۔ دیکھ کر بیان کرنے سے نہ شرمائیں، اس سے کسی کا وقار مَجْرُوح نہیں ہوتا، اگر ایسا ہوتا تو کب سے میرا وقار خَراب ہو چُکا ہوتا۔

علمِ دِین کس نیت سے حاصل کیا جائے؟

سُوال: علمِ دِین (حِفظ و ناظرہ اور دَرسِ نظامی وغیرہ) پڑھنے میں کیا نیت ہونی چاہیے؟

جواب: علمِ دِین حاصِل کرتے وقت یا کوئی سا بھی نیک کام کرتے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا پانے اور ثوابِ آخرت کمانے کی نیت ہونی چاہیے۔ اِس کے عِلاوہ حَسْبِ حال اور جتنی اچھی نیتیں ہو سکیں کر لینی چاہئیں کہ اَعمال میں نیت کو بڑی اَہمیت حاصل ہے، بُخاری شریف کی سب سے پہلی حدیثِ پاک ہے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی یعنی اَعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وُہی ہے جس کی اُس نے نیت کی۔ (1) لہٰذا جو عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کے

---

1 ...... بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی... الخ، ۱/۶، حدیث: ۱ دار الکتب العلمیة بیروت

www.dawateislami.net

لیے کیا جائے اُس میں ثواب ملتا ہے اور جو عمل لوگوں کو دِکھانے یا کسی اور مقصد کو پانے کی غرض سے کیا جائے تو اُس میں ثواب نہیں ملتا مثلاً کوئی شخص فقط اس نیت سے سفرِ حج کرتا ہے کہ کام کاج سے جان چھوٹ جائے، آب وہوا تبدیل ہو جائے اور بال بچوں کے جھنجٹ سے خَلاصی ملے تو ایسے شخص کو حج کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس کی یہ ساری نیتیں رِضائے الٰہی کے عِلاوہ ہیں۔ اِسی طرح اگر کسی نے اِس نیت سے روزہ رکھا کہ اس کا وزن کم ہو جائے، مِعدہ دُرُست ہو جائے اور بھوک کے دِیگر فَوائد بھی حاصِل ہوں تو ایسے شخص کو یہ فوائد تو حاصِل ہو جائیں گے لیکن روزہ رکھنے کا جو اَجر وثواب ہے اس سے یہ محروم رہے گا کہ اس کی نیت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا حاصل کرنے کی نہیں تھی لہٰذا ہر کام میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا وخوشنودی کی نیت کیجیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ رِضائے الٰہی کے حُصُول کے ساتھ ساتھ دِیگر فوائد وبَرکات بھی ضِمناً حاصِل ہو جائیں گے۔

علمِ دِین حاصِل کرنا یقیناً بہت بڑی سعادت ہے اور اس کے بے شمار فَضائل و بَرکات ہیں جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا اَبُودَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ اِرشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ”جو شخص عِلم کی طَلب میں کسی راستے پر چلے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو جنَّت کے راستے پر لے جاتا ہے اور طالبِ عِلم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور عالِم کے لیے آسمان والے اور زمین کے بسنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں

www.dawateislami.net

یہ سب اِستغفار کرتے ہیں اور عالِم کی فضیلت عابِد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور بے شک عُلما وارِثِ اَنبیا ہیں، اَنبیا نے کسی کو دِرہم و دِینار کا وارِث نہ بنایا انہوں نے صِرف عِلم کا وارِث بنایا تو جس نے عِلم اِختیار کیا اس نے پورا حصّہ لیا۔‘‘(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ فَضائل وبَرَکات اسی وقت حاصل ہوں گے جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کے لیے عِلمِ دِین حاصِل کیا جائے۔ اگر عِلمِ دِین سیکھنے سے دُنیوی اَغراض کی تکمیل ہو مثلاً حُبِّ جاہ و تعظیم(تعظیم و عزت کی محبت)، دوسروں پر اپنی تَقدِیم (یعنی فوقیت)، لوگوں میں واہ وا اور بِالخُصُوص دُنیوی مال و دولت کے حُصُول کی خواہش تو اس صورت میں یہ عِلم نَفع مند ثابت نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی نہ پڑھنے سے پڑھنا ہی اچھا ہے جیسا کہ صَدْرُالشَّرِیعہ، بَدْرُالطَّرِیقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: طلبِ عِلم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر عملِ خیر سے یہ بہتر ہے کیونکہ اس کا نَفع سب سے زیادہ ہے مگر یہ ضَرور ہے کہ فَرائِض کی اَنجام دہی میں خَلَل و نقصان نہ ہو۔ اچھی نیت کا یہ مطلب ہے کہ رِضائے الٰہی اور آخرت کے لیے علم سیکھے۔ طلبِ دُنیا و طلبِ جاہ نہ ہو اور طالِب کا اگر مقصد یہ ہو کہ میں اپنے سے جہالت کو دُور کروں اور مخلوق کو نفع پہنچاؤں یا پڑھنے سے مقصود علم کا اِحیا

1 ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة، ۴/۳۱۲، حدیث: ۲۶۹۱

www.dawateislami.net

(یعنی علم کو زندہ رکھنا) ہے، مثلاً لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے میں بھی نہ پڑھوں تو علم مِٹ جائے گا، یہ نیّتیں بھی اچھی ہیں اور اگر تَصْحِیح نیت پر قادِر نہ ہو (یعنی اچھی نیّت نہ کر سکتا ہو) جب بھی نہ پڑھنے سے پڑھنا اچھا ہے۔[1] اور فرض عُلوم کا حُصُول تو فرض ہے، اسے چھوڑا ہی نہیں جاسکتا چنانچہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت، مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جو فرض چھوڑ کر نَفل میں مَشغول ہو حدیثوں میں اس کی سخت بُرائی آئی اور اس کا وہ نیک کام مَردُود قرار پایا (رَدّ کیا گیا ہے)۔[2]

پڑھاتے وقت اَساتِذَہ کی نیت کیا ہونی چاہیے؟

سُوال: علمِ دِین پڑھاتے وقت اَساتِذَہ کی نیت کیا ہونی چاہیے؟

جواب: علمِ دِین (حفظ و ناظرہ اور دَرسِ نظامی وغیرہ) پڑھانے والوں کی بڑی شان ہے چنانچہ نبیوں کے سُلطان، رَحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عَظمت نشان ہے: بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے فِرِشتے، آسمان اور زمین کی مخلوق یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سُوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) لوگوں کو نیکی سکھانے والے پر "صَلٰوۃ"[3] بھیجتے ہیں۔[4] ایک اور حدیثِ پاک میں

---

1. بہارِ شریعت، ۳/ ۶۲۷، حصہ: ۱۶ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
2. فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۶۴۸
3. اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی "صَلٰوۃ" سے اُس کی خاص رَحمت اور مخلوق کی "صَلٰوۃ" سے خُصوصی دُعائے رَحمت مُراد ہے۔ (مراٰۃ المناجیح ۱/ ۲۰۰ ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیا لاہور)
4. ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضلِ الفقہ علی العبادۃ، ۴/ ۳۱۴، حدیث: ۲۶۹۴

www.dawateislami.net

اِرشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر اللہ تعالٰی تمہارے ذَریعے کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہے۔[1] اس لیے علمِ دِین سکھانے میں اچھی نیت ہونی چاہیے تاکہ اس کے جو فَضائل و بَرکات ہیں وہ حاصِل ہو سکیں۔

علمِ دِین پڑھانے والے اَساتِذہ کو چاہیے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا پانے، ثوابِ آخرت کمانے، دِین پھیلانے اور لوگوں کو جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لانے کی نیت سے پڑھائیں۔ اَساتِذہ کی نیت اس پڑھانے سے دُنیا کی ذَلیل دولت کمانا نہ ہو۔ اگر مجبوراً اُجرت لینی بھی پڑے تب بھی اچھی اچھی نیتوں کی بدولت ثواب کمایا جا سکتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص اس مَصْرُوفیت کی وجہ سے اپنے اَہل و عیال کے لیے بقدرِ کفایت روزی نہ کما سکے تو اس کے لیے اُجرت لینا مجبوری ہے، وہ حصولِ ثواب کے لیے یہ نیت کرے کہ میں یہ اُجرت اس لیے لے رہا ہوں کہ کہیں روزی کمانے کی مَصْرُوفیت مجھے اس عظیم سعادت سے محروم نہ کر دے۔ اگر یہ مجبوری نہ ہوتی تو میں یہ اُجرت نہ لیتا تو ایسے شخص کے لیے دَرس و تَدرِیس کرنے اور اپنے اَہل و عیال کی کَفالت کے لیے سَعی کرنے کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت سے دُگنا ثواب ملنے کی اُمّید ہے جیسا کہ خَاتَمُ الْمُحَقِّقِیْن حضرتِ علّامہ ابنِ عابِدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی اُجرت

مدینہ

1 ...... ابو داود، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، ۳/۴۵۰، حدیث: ۳۶۶۱ دار احیاء التراث العربی بیروت

www.dawateislami.net

لینے والے مؤذِّن کو اذان دینے کا ثواب ملنے یا نہ ملنے کی بحث میں لکھتے ہیں: مؤذِّن رِضائے الٰہی کا قصد کرے لیکن اوقات کی پابندی اور اس کام میں مَصْرُوفیت کی بِنا پر اپنے عیال کے لیے قَدرِ کفایت روزی نہ کما سکے تو وہ اس لیے اُجرت لے کہ روزی کمانے کی مَصْرُوفیت کہیں اسے اِس سعادتِ عظمیٰ سے محروم نہ کر دے اور اگر اسے یہ مجبوری نہ ہوتی تو وہ اُجرت نہ لیتا تو ایسا شخص بھی مؤذِّن کے لیے ذِکر کردہ ثواب کا مُستحق ہو گا بلکہ وہ دو عبادتوں کو جمع کرنے والا ہو گا: ایک اذان دینا اور دوسری اہل و عیال کی کَفالت کے لیے سَعی کرنا اور اَعمال کا ثواب نیّتوں کے مُطابِق ہوتا ہے۔(1)

طُلَبا کو کیسا ہونا چاہیے؟

سُوال: مَدارِسُ الْمدینہ اور جامعاتُ الْمدینہ کے طُلَبا کو مُعاشرے میں کیسا ہونا چاہیے؟

جواب: مَدارِسُ الْمدینہ و جامعاتُ الْمدینہ کے طُلَبا ہوں یا طالِبات، مُبلِّغِین ہوں یا مُبلِّغات سب کو مِثالی ہونا چاہیے کیونکہ لوگ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ اسلامی بھائیوں کو اِحترام کی نظر سے دیکھتے ہیں جبکہ کئی لوگ تَنقیدی نظر سے بھی دیکھتے ہیں لہٰذا مدنی ماحول سے وابستہ اسلامی بھائیوں کو مُحتاط رہنا چاہیے تاکہ عقیدت مندوں کی عقیدت بھی مَجْرُوح نہ ہو اور تنقید کرنے والوں کی تنقید کا نِشانہ بننے سے بھی محفوظ رہیں۔فی زمانہ ہمارے مُعاشرے میں دِینی

مدینہ

1 ...... ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، ۲/ ۷۴ دار المعرفۃ بیروت

www.dawateislami.net

شُعبے سے تَعَلُّق رکھنے والے اَفراد کی حَرَکات و سَکَنات کو بغور دیکھا جاتا ہے۔ ایک عام آدمی جب کوئی غَلَط کام کرتا ہے تو لوگ اُسے کچھ نہیں کہتے لیکن اگر وہی کام کوئی مذہبی آدمی کرلے تو لوگ اُسے خوب طَعْن و تَشْنِیع کا نشانہ بناتے ہیں اور اس سے بَدْظَن ہو کر دِین سے دُور ہو جاتے ہیں۔ طلبا کا زیادہ وقت چونکہ تعلیم و تربیت ہی میں گزرتا ہے تو اس لحاظ سے انہیں عِلم و عَمل، حُسنِ اَخلاق کا پیکر اور دعوتِ اسلامی کی چلتی پھرتی تصویر ہونا چاہیے تاکہ جو انہیں دیکھے اس کی زندگی میں مدنی اِنقلاب آ جائے اور وہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر دِین سے قریب ہو جائے۔

طالبِ علم کو گھر میں کیسا ہونا چاہیے؟

سُوال: طالبِ علم کو گھر میں کیسا ہونا چاہیے؟ نیز طالبِ علم کے غیر مُحتاط رویے کی وجہ سے والدین کا اسے طَعْن و تَشْنِیع کا نشانہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: طالبِ علم کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ حُسنِ اَخلاق سے پیش آئے اور ان سے خُوشگوار تَعَلُّقات رکھے۔ اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور دِیگر رِشتہ داروں کا بھی اَدب و احترام بجا لائے۔ جن چیزوں کا لحاظ مدرسۃُ المدینہ اور جامعۃُ المدینہ میں رکھا جاتا ہے گھر میں بھی ان کا خیال رکھے، جامعۃُ المدینہ میں جو سکھایا جائے اس کو جامعۃُ المدینہ کی حد تک ہی محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس پر عمل کی اپنی عادت بنائے اور گھر آکر اپنے دِیگر بہن بھائیوں کو بھی سکھائے۔

www.dawateislami.net

گھر میں بداَخلاقی اور بے اِحتیاطی سے ہر دَم بچتا رہے کہ اس سے گھر والے نہ صِرف اس طالبِ عِلم سے بلکہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے بھی بدظن ہوں گے۔

گھر والوں کو بھی چاہیے کہ ان کا بچہ مدرسۃُ المدینہ یا جامعۃُ المدینہ سے جو سیکھ کر آئے اور گھر میں سکھائے تو اِس پر اُس کی حوصلہ اَفزائی کریں تا کہ وہ اور بڑھ چڑھ کر عِلم و عمل کا پیکر بنے۔ اگر بِالفرض کبھی اس سے کوئی غَلَطی سَرزد ہو جائے تو اُسے اَحسن طریقے سے سمجھائیں اور کبھی بھی اُسے طَعن و تَشنیع کا نشانہ نہ بنائیں کہ دِین کا طالبِ علم ہو کر ایسی حَرکتیں کرتا ہے؟ داڑھی اور عمامہ سجا کر بدتمیزی کرتا ہے؟ تیرے اَساتذہ نے تجھے یہ سکھایا ہے؟ اس طرح آپ کے بچے پر بہت بُرا اَثر پڑ سکتا اور وہ مزید بگڑ سکتا ہے۔ (شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:) مجھے اپنی بڑی بہن نے بتایا کہ ایک اسلامی بہن نے اپنے بیٹے کی اِصلاح کے لیے رو رو کر دُعا کے لیے کہا ہے، بے چاری کہہ رہی تھی: ہائے افسوس! میں نے خود ہی اُسے برباد کیا ہے، اس کو دعوتِ اسلامی کے مَدرَسۃُ المدینہ میں حفظ کے لیے بِٹھا تو دیا مگر بے چارہ جو سُنّتیں وغیرہ سیکھ کر آتا اور گھر میں آکر بیان کرتا تو ہم اس کا مذاق اُڑاتے۔ بِالآخر اُس کا دِل ٹوٹ گیا اور اُس نے مدرَسۃُ المدینہ میں جانا چھوڑ دیا۔ اب بُرے دوستوں کی صحبت میں رہ کر آوارہ ہو گیا ہے، خوش قسمتی سے مجھے دعوتِ اسلامی کا مَدنی ماحول مل گیا

www.dawateislami.net

ہے اب میں سخت پچھتا رہی ہوں، ہائے میرا کیا بنے گا!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! گھر والوں کے طَعْن و تَشْنِیع نے کس طرح ایک طالبِ عِلم کو مدرسے سے دُور کر کے آوارہ دوستوں کی صحبت کا خُوگر بنا دیا۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ وہ کبھی بھی اپنی اولاد پر طَعْن و تَشْنِیع نہ کریں۔ اَساتِذہ کو بھی چاہیے کہ طلبا کو صبر و شکر کی تلقین کرتے رہا کریں کہ گھر والوں کی ڈانٹ ڈپٹ پر غُصّے میں نہ آجائیں بلکہ خاموشی سے سُنیں اور ہنس کر ٹال دیں۔ بحث کرنے سے مُعاملہ بننے کے بجائے مَزید بگڑ جاتا ہے۔

اَساتِذہ اور ناظِمین کی خامیاں بیان کرنا کیسا؟

سُوال: طُلَبا کا اپنے اَساتِذہ، مُنتَظِمِین اور مَجالِس کی دوسروں کے سامنے بُرائیاں بیان کرنا کیسا ہے؟

جواب: جو طُلَبا اپنے اَساتِذہ، مُنتَظِمِین اور مَجالِس کی دوسروں کے سامنے بُرائیاں بیان کرتے پھرتے ہیں وہ سَراسَر نادان اور اپنی اِنتظامیہ اور مَجالِس کے نافرمان ہیں، ان کا یہ فعل اِنتہائی غیر ذِمَّہ دارانہ ہے۔ اگر بِالْفَرض کسی کے گھر کا نظام دَرہم بَرہم ہو مثلاً کسی کے والد صاحب نمازیں قضا کرتے، داڑھی منڈاتے، جُوا کھیلتے، شراب پیتے اور لڑائی جھگڑا کرتے ہوں تو کیا کوئی لائق بیٹا ایسا ہے جو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ لوگوں کے سامنے اپنے باپ کی بُرائیاں کرتا پھرے اور کہے کہ میرا باپ بے نمازی، پکا شرابی، جواری، جھگڑالو اور فسادی ہے۔ یقیناً کوئی

www.dawateislami.net

بھی لائق بیٹا ایسا نہیں کرتا۔ وہ باپ جو عام طور پر فقط آپ کی دُنیا سنوارنا چاہتا ہے اس کے بارے میں آپ اِس قدر محتاط ہیں کہ اس کے عُیُوب دوسروں کے سامنے بیان کرنا گوارا نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی اور بیان کرے تو اس سے لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں تو غور کیجیے کہ وہ اُستاد جو آپ کا روحانی باپ ہے اور اس کے بہت سے حقوق ہیں، وہ آپ کی آخرت سنوارنا چاہتا ہے اور وہ اِنتظامیہ اور مجالِس والے جو آپ پر اپنا وقت صَرف کرتے، آپ کی خدمت کرتے، آپ کے دن رات کے کھانے پینے کا اِہتمام کرتے ہیں ان کے بارے میں باتیں بنانا اور ان کی خامیاں دوسروں کے سامنے بیان کرنا کس قدر بے مُرَوَّتی ہے۔ مُرَوَّت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ ”جس کا کھانا اسی کا گانا۔“ ایسے بے مُرَوَّت طلبا کو ایک دن تو کیا ایک سانس بھی جامعۃُ المدینہ میں لینے کی اِجازت نہیں۔

اَساتِذہ، ناظِمین، ذِمّہ داران اور مجالِس والے یہ سب انسان ہیں، فرشتے نہیں کہ ان سے بھول یا خطا نہ ہو۔ ان پر اُنگلی اُٹھانے سے قبل ایک نظر اپنے گریبان میں بھی جھانک لیجیے۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں ایک عیب ہو اور آپ کے اندر دس عُیُوب ہوں۔ اگر ان سے کوئی غَلَطی ہو جائے تو اَحسَن طریقے سے ان کی اِصلاح کی جائے نہ کہ دوسروں کے سامنے ان کی خامیاں بیان کر کے غیبتوں، چُغلیوں اور بُہتان تراشیوں کا بازار گرم کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا جائے۔

www.dawateislami.net

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھیے! یہ ضَروری نہیں کہ جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہو بھی جائے۔ ایسا تو گھروں میں بھی نہیں ہوتا کہ ہر ایک کی ہر بات مان لی جائے تو مدارس میں کیونکر ممکن ہے؟ اس لیے آپ شیطان کی چالبازیوں میں آ کر کوئی بھی ایسی حَرکت نہ کریں جس سے آپ کا مدرسۃُ الْمدینہ یا جامعۃُ الْمدینہ بدنام ہو۔ جس طرح آپ اپنے گھر کی بَدْاِنتظامی اور خامیوں پر پَردہ ڈالتے ہیں اسی طرح یہاں بھی کوئی خامی یا کمزوری نظر آئے تو اس پر پَردہ ڈالنے کی کوشش کیجیے کہ اسی میں آپ کی اور آپ کے شُعبے کی بھلائی ہے۔ ہاں اگر واقعی کسی فَرد کی وجہ سے جامعۃُ الْمدینہ وغیرہ کو نقصان پہنچ رہا ہے اور آپ اسے سمجھانے کی ہمت نہیں کر سکتے تو اس سے اوپر متعلقہ ذِمّہ دار کو بتا دیں اور بلا اِجازتِ شَرعی اس کا کسی سے تذکِرہ نہ کریں۔ یاد رہے کہ دِل کی بَھڑاس جب نکلتی ہے تو اکثر گناہوں بھری غیبت ہو جاتی ہے، اس لیے کسی غیر متعلق سے اس کا تذکِرہ کرنے کے بجائے مَدَنی اِنعام نمبر 26 ”کسی ذِمّہ دار (یا عام اسلامی بھائی) سے بُرائی صادِر ہو جائے اور اِصلاح کی ضَرورت محسوس ہو تو تحریری طور پر یا بَراہِ راست مل کر (دونوں صورتوں میں نرمی کے ساتھ) سمجھانے کی کوشش فرمائی یا مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بلا اِجازتِ شَرعی کسی اور پر اِظہار کر کے غیبت کا گُناہِ کبیرہ کر بیٹھے؟ (ہاں خود سمجھانے کی جُراَت نہ ہو یا ناکامی کی صورت میں تنظیمی ترکیب کے مُطابِق مَسئلہ حل کرنے میں مُضایَقہ نہیں)“ پر عمل کرنے کی ترکیب بنائیں۔

www.dawateislami.net

اَساتِذہ کے طُلَبا پر حُقُوق

سُوال: اَساتِذہ کے طُلَبا پر کیا کیا حقوق ہیں؟

جواب: اَساتِذہ کے طُلَبا پر بہت زیادہ حُقُوق ہیں۔ طُلَبا کو چاہیے کہ وہ ہر دَم اپنے اَساتِذہ کا اَدب و اِحترام کریں، ان کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مُقَدَّم (یعنی آگے) رکھیں کیونکہ ماں باپ فانی زندگی کا سبب ہیں جبکہ اَساتِذہ باقی رہنے والی زندگی کا ذَرِیعہ ہیں۔ ان سے پہلے بات نہ کریں، ان کی جگہ پر ان کی غیر موجودگی میں بھی نہ بیٹھیں، ان کی نقلیں نہ اُتاریں، ان کے آگے نہ چلیں، ان کے اِحسان کو اپنے پیشِ نظر رکھیں اور انہیں تکلیف دینے سے باز رہیں۔ اگر ان کی طرف سے کبھی ڈانٹ ڈپٹ ہو جائے تو سیخ پا ہونے کے بجائے صبر کرتے ہوئے، ان کا اَدب و احترام بجالاتے ہوئے ان سے عِلم سیکھتے رہیں اور ہر دَم ان کے وفادار رہیں۔ دیکھئے! دُنیوی طور پر اگر کوئی کسی کو معمولی سی مُلازَمت دِلوادے یا کوئی اور فائدہ پہنچادے تو لوگ اُس کے اِس قدر گرویدہ ہو جاتے ہیں کہ اُس کے تَرانے اَلاپتے نہیں تھکتے، کبھی اس کی تُرش روئی کا گِلہ نہیں کرتے، ساری عمر اُس کی وفاداری کا دَم بھرتے ہیں، اس کے دَفتر میں جانا پڑے تو بڑے اَدب اور سلیقے سے حاضِر ہوتے ہیں، اُس کے دُنیَوی عُہدے سے اِس قدر مَرْعُوب ہوتے ہیں کہ آنکھ بھی نہیں مِلا پاتے اور اُس کی ناراضی کے خوف سے سوچ سمجھ کر بولتے ہیں، جب دُنیَوی فائدہ پہنچانے والے شخص کے

www.dawateislami.net

ساتھ ہمارا یہ رَوَیّہ ہوتا ہے تو غور کیجیے کہ وہ مہربان اَساتِذہ جو طُلَبا پر اپنی شفقتوں کے دَریا بہاتے اور ان کی آخرت کو بہتر سے بہترین بناتے ہیں ان کے ساتھ ہمارا رَوَیّہ کیسا ہونا چاہیے یہ ہر ذِی شُعُور سمجھ سکتا ہے۔

طُلَبا کو چاہیے کہ وہ ہر صورت میں اپنے اَساتِذہ کا اَدَب واِحترام بجالائیں اور ان تمام باتوں سے بچنے کی کوشش کریں جن سے بے اَدَبی کا اَندیشہ ہو۔ یاد رکھیے! جو طالبِ عِلم اُستاد کی بے اَدبیاں کرتا ہے وہ کبھی بھی عِلم کی رُوح نہیں پا سکتا۔ اگر وہ بظاہر بہت بڑا عالِم بن بھی جائے تب بھی ایسی ایسی خَطائیں کر جاتا ہے کہ وہ خود حیران رہ جاتا ہے کہ مجھ سے یہ خَطائیں کیسے ہو گئیں؟ یہ سب اُستاد کی بے اَدَبی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے اَساتِذہ کا اَدَب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی بے ادبی سے بچائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم

جو ہے بادب وہ بڑا بانصیب اور
جو ہے بے ادب وہ نہایت بُرا ہے (وسائلِ بخشش)

عِلم کی رُوح سے مُراد

سُوال: عِلم کی رُوح سے کیا مُراد ہے اور یہ کیسے حاصل ہوتی ہے؟

جواب: عِلم کی رُوح سے مُراد یہ ہے کہ اِنسان کے دِل و دماغ میں عِلم کی قَدر و اَہمیت راسِخ ہو جائے، کَمَاحَقُّہٗ اس کے فَضائِل و بَرَکات حاصِل ہوں اور اس پر عمل

www.dawateislami.net

کرنے کی توفیق ملتی رہے۔ عِلْم کی رُوح پانے کے لیے اپنے عِلْم پر عمل کے ساتھ ساتھ اپنے اَساتِذہ اور دِینی کُتُب کا اَدَب و احترام اِنتہائی ضَروری ہے۔ جو طالبِ عِلْم اپنے اُستاد اور دِینی کُتُب کا اَدب و اِحترام نہیں کرتا وہ عِلْم کی رُوح سے محروم ہو جاتا ہے۔

طُلَبا کے اَساتِذہ پر حُقُوق

سُوال: کیا طُلَبا کے بھی اَساتِذہ پر حقوق ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! جس طرح اَساتِذہ کے طُلَبا پر حُقُوق ہوتے ہیں ایسے ہی طُلَبا کے بھی اَساتِذہ پر حُقُوق ہوتے ہیں۔ اَساتذہ کو چاہیے کہ وہ اپنے طلبا کے حُقُوق کا خیال رکھیں اور انہیں اپنی اولاد کی طرح سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ اِنتہائی شفقت و مہربانی کے ساتھ پیش آئیں۔ اَساتِذہ جب شفقت کریں گے تو طُلَبا خود بخود اِطاعت کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہ اُصول ہر ذِمّہ دار کے لیے ہے کہ اگر وہ اپنے ماتحتوں سے اِطاعت کروانا چاہتا ہے تو شفیق بن جائے۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جن کی اِطاعت و فرمانبرداری کرنے کا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا ہے اس کے باوجود آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شفقت کے ایسے دریا بہائے کہ ہر فرد اِطاعت پر مجبور ہے۔

اَساتِذہ کو چاہیے کہ وہ طُلَبا کو وقتاً فوقتاً نصیحت کرتے ہوئے نرمی کے ساتھ سمجھاتے رہیں اور جھڑکنے سے بچیں کیونکہ جھڑک ہیبت کو زائل کرتی اور

www.dawateislami.net

مُخالفت پر اُبھارتی ہے۔

اَساتِذَہ کو چاہیے کہ وہ طَلَبا سے ان کی عقلوں کے مُطابِق کلام کریں کہ حدیثِ پاک میں ہے: اُمِرْنَا اَنْ نُّکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ یعنی ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں سے اُن کی عقلوں کے مُطابِق کلام کریں۔[1] طلبا کے ذہن کے مُطابِق انہیں سمجھائیں اور ان پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں جسے وہ اُٹھا نہ سکیں۔ سمجھاتے ہوئے مشکل الفاظ و اِصطلاحات اِستعمال نہ کریں کہ جس سے ان کی عِلمیت کی دَھاک تو بیٹھ جائے مگر طَلَبا کی سمجھ میں کچھ نہ آئے۔

اَساتِذہ کو چاہیے کہ وہ طَلَبا کی نفسیات کو مدِّ نظر رکھیں۔ ایک ہی دَرجے میں پڑھنے والے سب طَلَبا کی طبیعتیں یکساں نہیں ہوتی بلکہ مختلف طبیعتوں کے مالِک ہوتے ہیں۔ بعض کو فقط گُھور کر دیکھنا ہی کافی ہوتا ہے اور بعض کے لیے ڈانٹ ڈپٹ بھی ضَروری ہوتی ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کی پٹائی بھی کر دی جائے تو ان کی صحت پر کسی قِسم کا اَثر نہیں پڑتا۔ بہر حال کس بات پر طالبِ عِلم کو ٹوکنا چاہیے اور کس پر نہیں؟ اور کس طالبِ عِلم کو کتنا ٹوکنا ہے؟ یہ ناپ تول اُستاد کو آنا چاہیے، اَلبتہ مدارسُ الْمدینہ و جامعاتُ الْمدینہ میں مارنے کی اِجازت نہیں۔

اَساتِذَہ کو چاہیے کہ وہ اپنے عِلم پر عمل کریں اور طَلَبا کو بھی عمل کی ترغیب دِلاتے

---

[1] ...... کنز العمال، کتاب العلم، آداب العالم والمتعلم من الاکمال، الجزء: ۱۰، ۵/ ۱۰۵، حدیث: ۲۹۲۶۸

www.dawateislami.net

رہیں کیونکہ عِلمِ باطِنی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے جبکہ عمل ظاہِری آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے اور ظاہِری آنکھوں والے لوگ زیادہ ہیں۔ جب اَساتِذہ کے قول و فعل میں تضاد ہو گا تو طلبا ان سے کَماحَقُّہٗ اِستِفادہ نہیں کر سکیں گے۔

مُرِیدِ کامِل کی پہچان

سُوال: مُرِیدِ کامِل کی پہچان کیا ہے؟

جواب: مُرِیدِ کامِل کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے پیر سے کامِل محبت رکھتا ہے اور اس کی بارگاہ کے تمام تر آداب اور حُقُوق کو بجا لاتا ہے۔ پیر کے حُقُوق بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: پیر کے حُقُوق مُرِید پر شمار سے اَفزوں ہیں، خُلاصہ یہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں مُردہ بدست زندہ ہو کر رہے (یعنی گویا کہ مُرِید ایک مُردہ لاش ہو اور زندہ پیر کے ہاتھوں میں ہو وہ جہاں چاہے جیسے چاہے رکھ دے)، اس کی رضا کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رضا اس کی ناخوشی کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی ناخوشی جانے، اسے اپنے حق میں تمام اَولیائے زمانہ سے بہتر سمجھے، اگر کوئی نعمت بظاہر دوسرے سے ملے تو اسے بھی پیر ہی کی عطا اور اسی کی نظر توجہ کا صدقہ جانے، مال، اولاد، جان سب اس پر تَصَدُّق کرنے کو تیار رہے، اس کی جو بات اپنی نظر میں خلافِ شَرع بلکہ مَعَاذَ اللہ کبیرہ معلوم ہو اس پر بھی نہ اِعتراض کرے، نہ دل میں بدگمانی کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غَلَطی ہے، دوسرے کو اگر آسمان پر اُڑتا

www.dawateislami.net

دیکھے جب بھی پیر کے سِوا دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو سخت آگ جانے، ایک باپ سے دوسرا باپ نہ بنائے، اس کے حضور بات نہ کرے، ہنسنا تو بڑی چیز ہے، اس کے سامنے آنکھ کان دِل ہَمہ تَن اسی کی طرف مَصروف رکھے، جو وہ پوچھے نہایت نرم آواز سے بکمالِ اَدب بتا کر جلد خاموش ہو جائے، اس کے کپڑوں، اس کے بیٹھنے کی جگہ، اس کی اولاد، اس کے مکان، اس کے محلہ، اس کے شہر کی تعظیم کرے۔ جو وہ حکم دے کیوں نہ کہے دیر نہ کرے، سب کاموں پر اسے تَقْدِیم دے (یعنی سب سے پہلے پیر کا دیا ہوا کام کرے)، اس کی غَیْبت (یعنی غیر موجودگی) میں بھی اس کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے۔ اس کی موت کے بعد بھی اس کی زوجہ سے نکاح نہ کرے، روزانہ اگر وہ زندہ ہے اس کی سلامت و عافیت کی دُعا بکثرت کرتا رہے اور اگر اِنتقال ہو گیا تو روزانہ اس کے نام پر فاتحہ و دُرُود کا ثواب پہنچائے۔ اس کے دوست کا دوست، اس کے دُشمن کا دُشمن رہے۔ غرض اللہ و رسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد اس کے عَلَاقہ (یعنی تعلق) کو تمام جہان کے عَلَاقہ (یعنی تعلق) پر دِل سے ترجیح دے اور اسی پر کاربند رہے وغیرہ وغیرہ۔ جب یہ ایسا ہو گا تو ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ و سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم و حَضَرات مشائِخ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی مدد زندگی میں، نَزْع میں، قبر میں، حشر میں، میزان پر، صراط پر، حوض پر ہر جگہ اس کے ساتھ رہے گی۔ اس کا پیر اگر خود کچھ نہیں تو اس کا پیر تو کچھ ہے

www.dawateislami.net

یا پیر کا پیر یہاں تک کہ صاحبِ سِلسلہ حضور پُر نور غوث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر یہ سِلسلہ مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ اور ان سے سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان سے اللہ ربُّ العٰلمین تک مُسلسل چلا گیا ہے، ہاں یہ ضَرور ہے کہ پیر چاروں شَرائِط بیعت کا جامِع ہو، پھر اس کا حُسْنِ اِعتقاد (یعنی اچھا گمان) سب کچھ پھل لا سکتا ہے، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ (1)

کامِل مُرید کی پہچان یہ ہے کہ اگر پیر صاحب اس کو بِلا کسی سبب کے جھاڑ دیں تب بھی اس کے دِل میں پیر صاحب کی وہی محبت باقی رہے جو پیر صاحب کی شفقتیں ملنے کے وقت تھی اس کیفیت میں کوئی فرق نہ آئے۔ اگر دِل میں یہ وَسْوَسہ پیدا ہو کہ پیر صاحب نے مجھے بِلا وجہ جھاڑ دیا، میری دِل آزاری کر دی تو ایسا مُرید کامِل نہیں ہو سکتا۔ آج کل تو حالات ایسے ہیں کہ جب تک پیر صاحب پیٹھ تھپکتے رہیں تو پیر صاحب کی خوب واہ واہ ہوتی ہے اور جہاں پیر صاحب نے آنکھ دِکھائی یا توجہ نہ دی تو مُرید ناراض ہو جاتے ہیں۔ اب تو کسی کو اِمتحاناً آزما بھی نہیں سکتے نہ پیر مُرید کو اِمتحاناً آزما سکتا ہے اور نہ ہی اُستاد شاگرد کو۔ فی زمانہ مُریدِ کامِل اور پیرِ کامِل دونوں طرف سے ہی نظام دَرہم بَرہم ہے۔ جس طرح مُریدِ کامِل بہت کم ہوتے ہیں ایسے ہی پیرِ کامِل بھی نایاب نہیں تو کم یاب ضَرور ہیں، اس لیے سوچ سمجھ کر کسی کو پیر بنانا چاہیے۔ جب پیرِ کامِل مِل جائے تو فوراً

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۳۶۹

www.dawateislami.net

مُرید ہو جانا چاہیے کہ موت کا کوئی بھروسا نہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری نسبتوں کو قائم رکھے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (1)

دُعا کی بَرَکت سے بازو دُرُست ہو گیا

سُوال: کوئی ایسا واقعہ بیان فرما دیجیے جس میں کسی اُستاد نے شاگرد کو یا پیر نے مُرید کو اِمتحاناً آزمایا ہو اور وہ آزمائش میں کامیاب ہوا ہو؟

جواب: ہمارے پیر و مُرشِد حضور سَیِّدُنا غوثِ پاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق کا واقعہ بڑا

---

(1)...... اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنَّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سلسلۂ عالیہ قادِریہ رضویہ میں مُرید کرتے ہیں اور آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ دورِ حاضر کی وہ یگانۂ روزگار ہستی ہیں کہ جن سے شرفِ بیعت کی بَرَکت سے لاکھوں مسلمان گناہوں بھری زندگی سے تائب ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اَحکام اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّتوں کے مُطابق پُرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔ خیر خواہیٔ مسلم کے مُقدّس جذبے کے تحت ہمارا مدنی مشورہ ہے کہ اگر آپ ابھی تک کسی جامع شرائط پیر صاحِب سے بیعت نہیں ہوئے تو شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فُیُوض وبَرَکات سے مُسْتَفِید ہونے کے لیے ان سے بیعت ہو جایئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دُنیا و آخرت میں کامیابی و سُرخْروئی نصیب ہو گی۔ اگر آپ مُرید بننا چاہتے ہیں تو اپنا اور جن کو مُرید یا طالب بنوانا چاہتے ہیں ان کا نام مَع ولدیت وعمر لکھ کر "مکتبِ مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطّاریہ، عالمی مَدنی مرکز فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی بابُ المدینہ (کراچی)" کے پتے پر روانہ فرما دیجیے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں بھی سلسلۂ قادِریہ رَضویہ عطّاریہ میں داخل کر لیا جائے گا۔ (پتا انگریزی کے کیپٹل حروف میں لکھیں) E.mail: attar@dawateislami.net {۱} نام و پتا بال پین سے اور بالکل صاف لکھیں، غیر مشہور نام یا الفاظ پر لازماً اِعراب لگائیں۔ اگر تمام ناموں کیلئے ایک ہی پتا کافی ہو تو دوسرا پتا لکھنے کی حاجت نہیں۔ {۲} ایڈریس میں مَحرم یا سرپرست کا نام ضرور لکھیں {۳} الگ الگ مکتوبات منگوانے کیلئے جوابی لفافے ساتھ ضرور اِرسال فرمائیں۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

www.dawateislami.net

مشہور ہے کہ ایک مرتبہ پیرانِ پیر، حضور غوثِ اعظم دستگیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر اپنے مُریدین کے ساتھ قبرِستان تشریف لے گئے، وہاں اپنے اُستادِ گرامی حضرتِ سَیِّدُنا شیخ حَمَّاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد کے مزار پر دیر تک دُعا کے لیے کھڑے رہے یہاں تک کہ سخت گرمی ہو گئی۔ جب دُعا ختم کی تو آپ کے چہرے پر آثارِ بَشَّاشَت تھے۔ لوگوں نے عرض کی کہ حُضور! اتنی طویل دُعا کرنے اور پھر چہرے پر خُوشی کے آثار ظاہر ہونے میں کیا راز ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ (زمانۂ طالب علمی میں) اپنے اُستادِ گرامی حضرتِ سَیِّدُنا شیخ حماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد کے ہَمراہ دِیگر طُلَبا کے ساتھ جُمُعہ کی نماز پڑھنے کے لیے جا رہا تھا۔ جب ہمارا گزر نہر کے پُل پر سے ہوا تو اُستادِ محترم نے مجھے دھکا دے دیا اور میں نہر میں گر گیا۔ سخت سردیوں کے دن تھے۔ میں نے بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر غُسلِ جُمُعہ کی نیت کر لی۔ میں نے صُوف (یعنی اُون) کا جُبَّہ زیبِ تن کیا ہوا تھا۔ میری آستین میں کتاب کے اَجزاء تھے، نہر میں گرتے ہی اپنے اُس ہاتھ کو (جس میں کتاب کے اَجزاء تھے) اُونچا کر لیا کہ کہیں وہ بھیگ نہ جائیں۔ جب باہر نکلا تو صُوف کا جُبَّہ پانی سے بھر چُکا تھا۔ اُستاد صاحب اور قافلے والے مجھے چھوڑ کر جا چکے تھے۔ میں نے پانی سے باہر نکلنے کے بعد اپنے جُبّے کو نچوڑا اور اُن کے پیچھے چل دیا۔ مگر مجھے سردی کی وجہ سے سخت تکلیف ہو رہی تھی، جب میں قافلے کے ساتھ ملا تو طُلَبا میرے دَرپے ہوئے کہ میرا مذاق

www.dawateislami.net

اُڑا کر مزید مجھے ستائیں تو اُستادِ محترم شیخ حماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد نے اُنہیں جھڑکا اور کہا: میں نے اسے اس لیے تکلیف دی تا کہ اس کا اِمتحان لوں۔ سو میں نے اس کو پہاڑ کی مانند پایا جو کہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔

آج جب میں اپنے اُستادِ گرامی حضرتِ سَیِّدُنا شیخ حماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد کے مَزار پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ ویسے تو قبر میں جوہری لباس (جنّتی حُلّہ) زیبِ تن کیے ہوئے ہیں اور سر پر یاقوت کا تاج سجا ہوا ہے، ہاتھ میں سونے کے کنگن ہیں، ان کے پاؤں میں سونے کی جوتیاں ہیں لیکن ان کا دایاں بازو شَل ہے (کام نہیں کر رہا)۔ اس کی وجہ مجھے یہ بتائی گئی کہ اُس دن آپ کو اِمتحاناً انہوں نے جس ہاتھ سے نہر میں دھکا دیا تھا، وہی ہاتھ شَل ہے۔ اُستاد صاحب نے کہا: مجھے اس قُصور میں مُعاف کر دیں۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے میں نے معاف کیا۔ انہوں نے فرمایا: آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہاتھ دُرُست ہونے کی دُعا فرما دیں۔ اس لیے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری دُعا قبول فرمائی اور اُن کا بازو دُرُست ہو گیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے غوثِ پاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق کتنی سخت آزمائش کے باوجود نہ تو اپنے اُستاد صاحب سے بدظَن ہوئے اور نہ ہی کوئی شِکوہ کیا۔ آج کل کئی طَلَبا ایسے ہوتے ہیں کہ اگر اُن کو اُستاد کچھ کہہ دے

مدینہ

[1] ...... بھجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ... الخ، ص ۱۰۷ ملخصاً دار الکتب العلمیۃ بیروت

www.dawateislami.net

تو نہ صِرف اُستاد سے بدظن ہو جاتے ہیں بلکہ کئی تو زبان درازی بھی کر ڈالتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے اَساتِذہ کا اَدب واِحترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی بے ادبی سے بچائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اَدب اُستادِ دِینی کا مجھے آقا عطا کر دو

دِل و جاں سے کروں اُن کی اِطاعت یارسولَ اللہ (وسائلِ بخشش)

پیر صاحب کو راضی کرنے کا طریقہ

سُوال: اگر پیر صاحب ناراض ہو جائیں تو انہیں کیسے راضی کیا جائے؟

جواب: اپنے پیر صاحب کو ہر دَم راضی رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر کسی کے پیر صاحب ناراض ہو جائیں تو وہ نادِم و شرمندہ ہو کر عاجزی واِنکساری کے ساتھ ان سے مُعافی مانگے اور جو کوتاہی ہوئی ہے بغیر دَلائل دیئے اس کا اِزالہ کرے۔ پیر صاحب کو راضی کرنے کے سلسلے میں حضرتِ سَیِّدُنا عَبْدُ اللہ شاہ قادری شَطّاری اَلْمَعْرُوف بابا بُلھے شاہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی حِکایت بڑی مشہور ہے کہ جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرتِ سَیِّدُنا عِنَایَتُ اللہ قادری شطاری لاہوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے اپنی روحانی نِسبت قائم کرتے ہوئے بیعت ہوئے تو اہلِ خانہ اور بَرادری کے دِیگر لوگوں نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ پر طَعْن و تَشْنِیع شروع کر دی کہ آپ سَیِّد ہیں جبکہ آپ کے پیر صاحب غیر سَیِّد (یعنی آرائیں قوم سے) ہیں، پھر

www.dawateislami.net

آپ ان کے مُرِید کیسے ہو گئے ؟[1] آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ انہیں نہایت ہی نرمی سے سمجھاتے رہتے۔ ایک بار جب انہوں نے پھر طَعْن و تَشْنِیع کی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: مجھے جو کچھ میرے پیر و مُرشِد نے دیا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں دیا بلکہ انہوں نے اپنے مُرشِد سے لے کر دیا ہے جو کہ سیِّد ہیں تو گویا مجھے جو کچھ ملتا ہے وہ سیِّد ہی سے ملتا ہے۔ یہ بات آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے پیر صاحب کو ناگوار لگی اور وہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ناراض ہو گئے۔ اب بابا بُلھے شاہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اپنی غَلَطی کا اِحساس ہوا اور وہ اپنے پیر صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ایک اَنوکھے طریقے سے انہیں راضی کرنے لگے۔ پیر صاحب خوش ہو گئے اور انہیں معافی سے نواز کر اپنے سینے سے لگا لیا۔[2] بہر حال اوّلاً تو ایسا کام ہی نہیں کرنا چاہیے جو پیر صاحب کی ناراضی کا سبب بنے، اگر بِالْفرض پیر صاحب

---

1 ...... اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: (پیر ہونے کے لئے سید اور آلِ رسول ہونے کو ضروری سمجھنا) یہ محض باطل ہے، پیر ہونے کے لئے وہی چار شرطیں دَرکار ہیں، سادات کرام سے ہونا کچھ ضَرور نہیں، ہاں ان شرطوں کے ساتھ سیِّد بھی ہو تو نورٌ علیٰ نور۔ باقی اسے شرط ضَروری ٹھہرانا تمام سَلاسِلِ طریقت کا باطِل کرنا ہے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ سِلْسِلَۃُ الذہب میں سیِّدُنا امام علی رضا اور حضور سیِّدُنا غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے درمیان جتنے حضرات ہیں کوئی ساداتِ کرام سے نہیں اور سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں تو امیرُ المؤمنین مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بعد ہی سے امام حسن بصری ہیں کہ نہ سیِّد نہ قریشی نہ عربی اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کا خاص آغاز ہی حضور سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہے، اسی طرح دیگر سَلاسِل۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۱/ ۵۷۶)

2 ...... سوانح حیات حضرت بابا بلھے شاہ، ص ۱۲۲-۱۲۳-۱۴۱ ماخوذاً مکتبہ نوریہ قصور

www.dawateislami.net

ناراض ہو بھی جائیں تو معافی تلافی یا کسی کی سِفارِش یا کسی اور جائز طریقے سے انہیں راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے پیر و مُرشِد کا وفادار بنائے اور ان کی ناراضی والے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بنا دے مجھے ایک دَر کا بنا دے
میں ہر دَم رہوں باوفا یاالٰہی
سدا پیر و مُرشد رہیں مجھ سے راضی
کبھی بھی نہ ہوں یہ خفا یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

اِستِقامت کیسے حاصل کی جائے؟

سُوال: اپنے مَعمُولات مثلاً سنَّت کے مُطابِق سفید لباس پہننے، عمامہ شریف سجانے، داڑھی رکھنے اور پَردے میں پَردہ کرنے کے لیے چادر وغیرہ رکھنے پر اِستِقامت کیسے حاصل کی جائے؟

جواب: کسی چیز پر اِستِقامت پانے کے لیے اس چیز کا اِحساس اور اس کی قدر و اَہمیت کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ جس چیز کا اِحساس ہوتا ہے اس پر اِستِقامت بھی مل جاتی ہے مثلاً کھانے کے وقت بھوک نہ ہونے کے باوجود اِنسان دَسترخوان پر خود بخود آجاتا ہے کیونکہ اس کو کھانے کا اِحساس ہوتا ہے۔ آج ہمارا مُعاشرہ

www.dawateislami.net

تیزی کے ساتھ گناہوں کے عَمِیق (یعنی گہرے) گڑھے کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اس لیے ایمان پر اِستِقامَت کی سوچ سب سے زیادہ ہونی چاہیے مگر افسوس! اس کی بھی کسی کو فِکر نہیں کیونکہ اس کا اِحساس کم سے کم ہوتا جارہا ہے لہٰذا اپنے اندر اِحساس پیدا کیجیے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اَعمالِ صالحہ بجا لانے، سنَّت کے مُطابِق مدنی لباس پہننے، عمامہ شریف سجانے، داڑھی رکھنے، دَرس وبیان کرنے اور مدنی ماحول سے وابستہ رہنے کی ہر دَم دُعا بھی کرتے رہیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِستِقامَت مل ہی جائے گی۔

کسی بھی عمل پر اِستِقامَت پانے کے لیے اس عمل کے چھوٹ جانے پر اپنے اوپر کوئی چیز (مثلاً313 بار دُرُودِ پاک، نوافِل یا نفلی روزہ وغیرہ) مقرر کرلی جائے تو اس طرح بھی اِستِقامَت مل سکتی ہے نیز نیک اَعمال پر اِستِقامَت پانے کے لیے ان کے فَضائل کا مُطالعہ کیا جائے تو اس سے بھی اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دِل میں نیک اَعمال کی اَہمیت بڑھے گی اور عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو گا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خُوب خُوب نیکیاں کمانے اور ان پر اِستِقامَت پانے کا ایک بہترین ذَریعہ تبلیغِ قرآن وسنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول بھی ہے۔ آپ بھی اس مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، روزانہ فِکرِ مدینہ کے ذَریعے مدنی اِنعامات کا رِسالہ پُر کرکے ہر مدنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجیے، سنتوں کی تربیت

www.dawateislami.net

پانے کے لیے عاشقانِ رسول کے ہمراہ مدنی قافلوں میں سفر کیجیے اور اس کے ساتھ ساتھ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ اِصلاحی کُتُب کا مُطالعہ بھی کیجیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِسْتِقامت نصیب ہو گی۔

چہرے پر اُداسی کا اِظہار کرنا

سُوال: بعض اسلامی بھائی سنجید گی اِختیار کرتے ہوئے اپنے چہرے پر ہر وقت اُداسی طاری کیے رکھتے ہیں کیا اسی کا نام سنجید گی ہے؟

جواب: ہر وقت چہرے پر اُداسی طاری کیے رکھنے کو سنجید گی نہیں کہتے بلکہ خُشکی کہتے ہیں۔ مُسکرانا اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا یہ سنجید گی کے خلاف نہیں لہٰذا جب کسی سے مُلاقات ہو تو حَسْبِ ضَرورت مُسکرایئے اور خندہ پیشانی سے پیش آیئے۔ مدینے کے سُلطان، رَحمتِ عالَمِیّان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ فَرحت نشان ہے: اَلْقَهْقَهَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالتَّبَسُّمُ مِنَ اللهِ یعنی قہقہہ شیطان کی طرف سے ہے اور مُسکرانا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے۔[1] مُسکرانا ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادتِ کریمہ تھی، اسی عادتِ کریمہ کا تذکرہ کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن اپنے مشہورِ زمانہ سلام "مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" میں فرماتے ہیں:

---

1 ...... جامع صغیر، حرف القاف، ص ۳۸۶، حدیث: ۶۱۹۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت

www.dawateislami.net

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

اس تبسُّم کی عادت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش)

شعر کے پہلے مِصرعے ”جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں“ کا آخری لفظ ”پڑیں“ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی مَدَنی سوچ کا عظیم شَہ پارہ ہے۔ کیونکہ اگر پڑیں کے بجائے ”پڑے“ لکھتے تو معناً کسی ایک واقِعے کی طرف اِشارہ مانا جاتا! مگر اعلیٰ حضرت نے ”پڑیں“ لکھ کر سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظیم صِفت بیان فرمادی۔ چنانچہ اِس مِصرع کا معنیٰ ہے: حیاتِ ظاہری میں تو تسکین دینے سے غمزدہ دِلوں کی کلیاں کِھل اُٹھتی تھیں مگر آج بھی سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب کسی دُکھیارے کو خواب میں یا کسی غُلام کو قبر میں تسلی دیتے ہیں تو وہ پُرسکون ہو جاتا ہے۔ اِس مِصرعے میں یہ بھی اِشارہ ہے کہ محشر میں بھی اپنے گنہگار اُمَّتیوں کو ڈھارس بندھا کر چین و قرار بخشیں گے دوسرے مِصرعے کے معنیٰ ہیں: اُس تسکین بخش عادتِ کریمہ پر لاکھوں سلام ہوں۔

حَسْبِ ضَرورت ایسی خُوش طبعی کرنا جس سے کسی کی دِل شِکنی، تَذلیل اور دِل آزاری نہ ہو تو اس میں کوئی حَرَج نہیں، اَلبتہ فُضُول باتیں کرنا اور قہقہے مار مار کر ہنسنا یہ سنجیدگی کے خلاف ہے کیونکہ قہقہہ شیطان کی طرف سے ہے۔ یاد رکھیے! قہقہہ مار کر ہنسنا سُنَّت نہیں ہے مگر ناجائز و حرام بھی نہیں لہٰذا اگر کوئی اُستاد صاحب، عالِمِ دِین یا اور کوئی مُعَزَّز و مُعَظَّم شخصیت قہقہہ لگائے تو ان کے

www.dawateislami.net

بارے میں کسی قِسم کی میل دِل میں نہ لائیں اور نہ ہی انہیں ناجائز و حرام کام کا مُرتَکِب ٹھہرائیں۔

مذاق کرنا کیسا؟

سُوال: ایسا مذاق کرنا کیسا ہے جو دوسرے کی تکلیف واِیذا کا باعِث ہو؟

جواب: ایک دوسرے کے ساتھ ایسا مذاق کرنا جو تکلیف، تَذْلیل اور دِل آزاری کا سبب بنے ناجائز حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ قرآنِ کریم میں اس کی ممانعت بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ پارہ 26 سورۃُ الْحُجُرات کی آیت نمبر 11 میں اِرشادِ ربُّ الْعِباد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔

مذاق کرنے سے جس قدر دِل آزاری بڑھتی جائے گی اسی قدر اس کا گناہ بھی بڑھتا چلا جائے گا۔ مذاق مسخری میں ایک دوسرے کو باہم تکلیف پہنچانے والے اس حدیثِ پاک سے عِبرت حاصل کریں چُنانچہ سُلطانِ دوجہان، شہنشاہِ کون ومکان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عِبرت نشان ہے: لوگوں کا مذاق اُڑانے والے کے لیے جنّت کا دَروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ! آؤ! وہ

www.dawateislami.net

غم وتکلیف کی حالت میں جب آئے گا تو اُس پر دَروازہ بند کر دیا جائے گا۔ اسی طرح مُسلسل ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے لیے دَروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ! آؤ! تو وہ مایوسی کے سبب نہیں آئے گا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج ہمارے مُعاشرے کی غالِب اَکثریت اس مذاق مَسْخَرِی کے مَرض میں مبتلا ہے۔ اس آفت سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے سنجیدگی اِختیار کیجیے۔ اگر کسی کے ساتھ ایسا مذاق کیا ہو جس سے اس کی دِل آزاری ہوئی ہو تو اُس سے معافی مانگ لیجیے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بھی سچی توبہ کر لیجیے۔ مذاق مسخری کی عادت نکالنے اور سنجیدگی اپنانے کے لیے زبان کا قُفلِ مدینہ لگاتے ہوئے فُضُول باتوں سے بچیے اور اچھی باتیں کیجیے ورنہ خاموش رہیے کہ ہادیٔ راہِ نجات، سَروَرِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قیامت کے دن پر اِیمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔[2]

بولوں نہ فُضُول اور رہیں نیچی نِگاہیں
آنکھوں کا ، زباں کا دے خُدا قُفلِ مدینہ (وسائلِ بخشش)

---

1 شعب الایمان، باب فی تحریم أعراض الناس... الخ، فصل فیما ورد من الأخبار فی التشدید... الخ، ۵/۳۱۰، حدیث: ۶۷۵۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت

2 بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ۴/۲۴۰، حدیث: ۶۴۷۵

www.dawateislami.net

آئیڈیل کسے بنایا جائے؟

سُوال: ہمیں اپنا آئیڈیل کسے بنانا چاہیے؟

جواب: فی زمانہ سیِّدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت، پَروانۂ شمعِ رسالت، عاشِقِ ماہِ نُبُوَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن ایک ایسی شخصیت ہیں کہ جنہیں مِعیار (Ideal) بنا کر ہم دونوں جہان کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت کا ہر قول و فعل قرآن و سنّت کے مُطابِق رہا ہے اس لیے انہی کو آئیڈیل بنا کر ان کے دامن کو مضبوطی سے تھام کر " یَکْ دَرْ گِیْر مُحْکَم گِیْر یعنی ایک دروازہ پکڑ اور مضبوطی کے ساتھ پکڑ" کا مِصداق بن جائیے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت کے مقابلے میں کسی شخصیت سے مُتأثِّر ہو کر اپنی عقیدت کو مَجْرُوح ہونے سے بچائیے۔[1]

بہترین آدمی کی پانچ خصوصیات:

فَرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم: لوگوں میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو کثرت سے قراٰنِ کریم کی تِلاوت کرے، زیادہ متقی ہو، سب سے زیادہ نیکی کا حکم دینے والا، بُرائی سے منع کرنے والا اور سب سے زیادہ صِلۂ رِحمی (یعنی رِشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ) کرنے والا ہو۔ (مسند امام احمد، ۱۰/ ۴۰۲، حدیث: ۲۷۵۰۴ دار الفکر بیروت)

---

1 ...... اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کے پیچھے چلنے کے لیے ہمیں عاشِقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کو اپنا آئیڈیل بنا لینا چاہیے کہ جس طرح یہ اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت کے پیچھے پیچھے ہیں، ہم ان کے پیچھے پیچھے ہیں۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

www.dawateislami.net

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دُرُود شریف کی فضیلت	2	علم کی رُوح سے مُراد	18
حافظہ کمزور ہونے کی وُجوہات	2	طلبا کے اَساتذہ پر حقوق	19
بغیر دیکھے بیان کرنا	3	مُریدِ کامل کی پہچان	21
علمِ دِین کس نیت سے حاصل کیا جائے؟	6	دُعا کی برکت سے بازو دُرُست ہو گیا	24
پڑھاتے وقت اَساتذہ کی نیت کیا ہونی چاہیے؟	9	پیر صاحب کو راضی کرنے کا طریقہ	27
طلبا کو کیسا ہونا چاہیے؟	11	اِستقامت کیسے حاصل کی جائے؟	29
طالبِ علم کو گھر میں کیسا ہونا چاہیے؟	12	چہرے پر اُداسی کا اِظہار کرنا	31
اَساتذہ اور ناظمین کی خامیاں بیان کرنا کیسا؟	14	مذاق کرنا کیسا؟	33
اساتذہ کے طلبا پر حقوق	17	آئیڈیل کیسے بنایا جائے؟	35

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جُمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ✿ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ✿ روزانہ ''**فکرِ مدینہ**'' کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنْعامات** کا رِسالہ پُر کرکے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ۔ اپنی اِصلاح کے لیے ''**مَدَنی اِنْعامات**'' پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے ''**مَدَنی قافلوں**'' میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

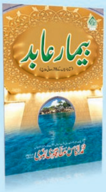

ISBN 978-969-579-644-2
0125692

DAWAT-E-ISLAMI

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net